اصل حاصل تو ہے ہی امن وسکون اور اطمینانِ قلبی کی کیفیت جس میں نہ خوف کی آمیزش باقی رہے نہ حزن کی بفحوائے الفاظِ قرآنی :

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں کے لئے نہ کوئی خوف ہے — اور نہ کوئی غم ان کے نزدیک پھٹک سکتا ہے ! — دُنیا کے بدلتے ہوئے حالات، عارضی شکست و ہزیمت یا جانی و مالی نقصان کے بارے میں اہلِ ایمان کا نقطۂ نظر سورۂ توبہ کی اس آیۂ مبارکہ میں بڑی خوبصورتی سے وارد ہوا ہے کہ —

هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۝

یعنی اے کافرو ! اور منافقو ! تم ہمارے بارے میں دو انتہائی اعلیٰ اور عمدہ صورتوں کے سوائے آخر تیسری کون سی صورت کی آس لگا رہے ہو ؟ اگر ہم سب اللہ کی راہ میں جہاد اور قتال کرتے ہوئے کام آجائیں اور جامِ شہادت نوش کرلیں تو ہمارے نزدیک تو اس سے بڑی کامیابی اور کوئی ہے ہی نہیں — اور اگر ہم غازی بن کر لوٹے اور دُنیوی فتح و کامرانی بھی ہمارے قدم چوم لے تب تو تمھارے معیارات کے مطابق بھی ہم کامیاب شمار ہوں گے - اب تم سوچو کہ وہ کون سی تیسری صورت ہے جس کا تم ہمیں ڈر دلا رہے ہو ؟ — !!

زیرِ درس آیۂ مبارکہ کا پہلا لفظ خصوصی توجّہ کا مستحق ہے - یعنی لَا تَهِنُوا اس کا مادّہ وَهن ہے - وھن عربی زبان میں ضعف کو کہتے ہیں - عام اس سے کہ یہ ضعف ظاہری اور جسمانی ہو یا معنوی و باطنی — اور فی الواقع ان میں کوئی فرق ہے بھی نہیں اس لئے کہ اندر کی کمزوری ہی ظاہری کمزوری کا سبب بنتی ہے اور ہمتوں اور ارادوں کی پستی ہی انسان کے جوشِ عمل اور جذبۂ جہاد کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے - اب ذرا غور کیا جائے تو کسی مسلمان میں ہمّت کی پستی اور ارادے کا ڈھیلا پن صرف ایک سبب سے پیدا ہو سکتا ہے اور وہ ہے آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے الفاظِ مبارکہ کی رُو سے : " حُبّ الدّنیا وکراھیة الموت " — یعنی دُنیا کی محبت اور موت کا خوف ! — اور یہ دونوں چیزیں براہِ راست نتیجہ ہیں ایمان کے ضعف کا - اگر اللہ پر ایمان حقیقی معنوں میں موجود ہو تو اس کا لازمی نتیجہ ہے اس تعالیٰ کی محبّت، اور ظاہر ہے کہ محبوب سے

ملاقات کا اشتیاق ہوتا ہے نہ کہ دُوری یا ہجر کا۔ نتیجۃً مومن کے لئے موت خوش آئند ہونی چاہئے اور حیاتِ دنیوی کا طول ناپسندیدہ، بموجب فرمانِ نبوی: "الدّنیا سجن المومن وجنّۃ الکافر!" (یعنی دُنیا مومن کے لئے قید خانہ کے مانند ہے اور کافر کے لئے جنّت!) اور بقول علّامہ اقبال مرحوم ؎

"نشانِ مردِ مومن با تو گویم ÷ چوں مرگ آید تبسّم برلبِ اوست!"

اسی طرح اگر آخرت پر حقیقی یقین ہو اور انسان کا دل گواہی دے کہ وہ اللہ کے عفو و درگذر اور فضل و کرم سے جنّت میں داخل کیا جائے گا تو کیا حیاتِ دُنیوی کا ایک ایک لمحہ اس پر شاق نہ گذرے گا۔ گویا ایمان کی کمزوری کا نتیجہ ہے حبّ الدّنیا و کراہیۃ الموت ۔ اور اس کا حاصل ہے ہمّت کی پستی اور جوشِ عمل اور جذبۂ جہاد کا فقدان ــ یعنی وھن!

آخر میں اس حدیث شریف کا ذکر مناسب رہے گا جس میں وھن کی یہ شرح وارد ہوئی ہے۔ ایک بار آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "اے مسلمانو! ایک وقت آئے گا کہ اقوامِ عالم تم پر ایک دوسرے کو دعوت دیں گی جیسے دسترخوان چُنے جانے کے بعد دعوت کھلانے والی مہمانوں کو بُلایا کرتی ہے!" ـــــ یعنی تم اقوامِ عالم کے لئے لقمۂ تر بن جاؤگے ۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ "حضور! کیا ان دنوں ہماری تعداد بہت کم ہو جائے گی؟" ـ آپؐ نے فرمایا: "نہیں تمھاری تعداد بہت ہوگی لیکن تمھاری حیثیت سیلاب کے اوپر کے جھاگ اور خس و خاشاک کی سی ہو کر رہ جائے گی!" ـ مزید استفسار پر آپؐ نے فرمایا: "یہ اس لئے ہوگا کہ تمھارے اندر 'وھن' پیدا ہو جائے گا!" ـــ اور پھر اس سوال کے جواب میں کہ: حضور! یہ 'وھن' کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "حُبّ الدّنیا و کراھیۃ الموت!" ـــ یہ حدیث مبارک دورِ حاضر کے مسلمانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے ــ اور اس میں ہماری پوری موجود الوقت صورتِ حال کی تصویر بھی موجود ہے، اور اس کے اسباب کی مکمّل تشخیص بھی!

اللہ تعالےٰ ہمیں اس 'وھن' کی دلدل سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

ملاقات کا اشتیاق ہوتا ہے نہ کہ دُوری یا ہجر کا۔ نتیجۃً مومن کے لئے موت خوش آئند ہونی چاہئے اور حیاتِ دنیوی کا طول ناپسندیدہ، بموجب فرمانِ نبوی: "الدّنیا سجن المومن وجنّۃ الکافر!" (یعنی دُنیا مومن کے لئے قیدخانہ کے مانند ہے اور کافر کے لئے جنّت!) اور بقول علّامہ اقبال مرحوم ؎

"نشانِ مردِ مومن با تو گویم ؛ چوں مرگ آید تبسّم بر لبِ اوست!"

اسی طرح اگر آخرت پر حقیقی یقین ہو اور انسان کا دل گواہی دے کہ وہ اللہ کے عفو و درگذر اور تفضل و کرم سے جنّت میں داخل کیا جائے گا تو کیا حیاتِ دُنیوی کا ایک ایک لمحہ اس پر شاق نہ گذرے گا۔ گویا ایمان کی کمزوری کا نتیجہ ہے حبّ الدّنیا وکراہیۃ الموت۔ اور اس کا حاصل ہے ہمّت کی پستی اور جوشِ عمل اور جذبۂ جہاد کا فقدان — یعنی وھن!

آخر میں اس حدیث شریف کا ذکر مناسب رہے گا جس میں وھن کی یہ شرح وارد ہوئی ہے۔ ایک بار آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "اے مسلمانو! ایک وقت آئے گا کہ اقوامِ عالم تم پر ایک دوسرے کو دعوت دیں گی جیسے دسترخوان چُنے جانے کے بعد دعوت کھلانے والی مہمانوں کو بُلایا کرتی ہے!" — یعنی تم اقوامِ عالم کے لئے لقمۂ تر بن جاؤ گے۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ "حضور! کیا ان دنوں ہماری تعداد بہت کم ہو جائے گی؟" — آپؐ نے فرمایا: "نہیں تمھاری تعداد بہت ہو گی لیکن تمھاری حیثیت سیلاب کے اوپر کے جھاگ اور خس و خاشاک کی سی ہو کر رہ جائے گی!" — مزید استفسار پر آپؐ نے فرمایا: "یہ اس لئے ہو گا کہ تمھارے اندر 'وھن' پیدا ہو جائے گا!" — اور پھر اس سوال کے جواب میں کہ: حضور! یہ 'وھن' کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "حُبّ الدّنیا وکراھیۃ الموت!" — یہ حدیث مبارک کہ دورِ حاضر کے مسلمانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے — اور اس میں ہماری پوری موجود الوقت صورتِ حال کی تصویر بھی موجود ہے، اور اس کے اسباب کی مکمّل تشخیص بھی!

اللہ تعالےٰ ہمیں اس 'وھن' کی دلدل سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥